دسہرا

از

ہز اکسلنسی راجۂ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت
جی۔سی۔آئی۔ای۔ پیشکار و سابق مدار المہام سرکار عالی متخلص بہ شاد

در

مطبع محبوب پریس علاقہ پیشکاری سے شائع ہوا

www.taemeernews.com

سری رامچندر جی کی بہادری

سال گذشتہ میری مہربان سکھرام داس صاحب ایڈیٹر راجپوت گزٹ لاہور نے بوجہ محبت اور اپنے حسن ظن کے یقین پر مطمئن ہوکر میرے ذمہ یہ خدمت تفویض کی کہ مین دویژنمبر اکے لئے کوئی مضمون شجاعانِ ہند کے متعلق لکھون۔

اگرچہ میرے دوست کی فرمائش اُنکی اعلیٰ قابلیت اور بلند خیالی کا پہلو لئے ہوئے تھی۔ مگر میری بے مائگی علم کا اقتضا یہ نہ تھا کہ بہ آسانی اسکو پورا کرسکتا لیکن مصداق سہ

خیال خاطرِ احباب چاہئے ہر دم   انیسؔ ٹھیس نہ لگجائے آبگینون کو

مین نے اپنے مہربان کی خواہش اور خوشی کیلئے اپنے پریشان تاریخی خیالات کو منضبط کرکے نظم اُنکے پاس بھیجدیا لیکن ع ویژنمبر اس مضمون سے خالی رہا ممکن ہے کہ مہربان کو میری پریشانی خیالی پسند نہ آئی ہو۔ امسال احبابِ وطن کی خواہش ہے کہ اس مضمون کو بہ نظرِ عمیق پیش کرتا ہون

www.taemeernews.com

اگرچہ مین اس تاریخی میدانین سوار نہین پیادہ ہون لیکن باین ہمہ بیدل ولولون نے شہسوارون کے ساتھ دوڑنے پر آمادہ کر دیا ہے۔ ناظرین سے امید ہے کہ اس کی وہی وقعت کرینگے جو ایک سیدھے سادے سپاہی کی بے تکلف باتون کی اخلاقاً کیجا سکتی ہے۔

تاریخ ایک ایسی چیز ہے کہ اس سے انسان گھر بیٹھے تمام دنیا کی سیر کر سکتا ہے اور اُن واقعات پر جن کو زمانہ اپنی تیز رفتاری سے پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ نہایت سکوت اور خموشی کے ساتھ نظر ڈال کر ماضی و مستقبل و حال کی صیغہ گردانی کرتے ہوئے دنیا کی نیرنگیون سے عبرت کا سبق حاصل کر کے کامیاب ہو سکتا ہے۔

اسی طرح ہم بھی جب تاریخی دنیا کی سیر کرتے ہین تو ہر قوم اور ہر ملت و مذہب کے ہزارون نامور اور شجیع اور بہادرون کی اقبالمندانہ جوانمردی کے کارنامون کے دیکھنے کا موقع پاتے ہین۔ جنکو زمانہ نے انھین خدا جانے کس عظمت کے آسمان تک پہونچا دیا تھا اُن بہادرون نے اپنی یادگار جوانمردی کا نقش دلون پر ایسا گہرا اڑالا ہے کہ زمانہ کی ہستی کو مٹا دینے والی رفتار بھی اُن کو نہ مٹا سکی اور نہ قیامت تک مٹا سکے گی۔

اگرچہ بہادری عموماً ایک ایسی صفت ہے کہ وہ عام اور خاص دونون معنون پر حاوی ہے۔

www.taemeernews.com

عام تو وہ بہادری ہے کہ جاہل اور وحشی بھی اِس لفظ سے پکارے جانے کا مستحق ہو سکتا ہے اسلئے کہ اُنکے نزدیک مارنا اور مرنا ایک معمولی چیز ہے۔ آئے دن کے ہزاروں واقعات ہمارے پیشِ نظر ہیں کہ ایک ادنیٰ بات پر وہ جاہل آپس میں لڑے اور دادِ شجاعت و مردانگی دیکر کھیت ہو رہے خاص بہادری وہ ہے جس کا تعلق اصلی شجاعت سے ہو۔ خواہ وہ عورتوں سے متعلق ہو خواہ مردوں سے۔

گذشتہ زمانہ کی عورتوں کی بہادری کے کارناموں کو گذرے ہوئے زمانے نے اپنی تاریخ کے پردوں میں کچھ اس طرح پوشیدہ کر رکھا ہے کہ اُنکے متعلق گویا ہم کچھ جانتے ہی نہیں۔ ہم اُن عورتوں کی مردانہ جنگ آزمائی اور بہادرانہ میدان داریوں سے قطع نظر کر کے صرف ایک ستی ہونے کے متعلق اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ ستی ہونا کچھ کم بہادری نہیں ہے۔ یہ وہ بہادری ہے کہ بہادر سے بہادر کو بھی نیزہ و تلوار کے دنگل میں کودنا بمقابلہ اسکے کہ چتا کی آگ میں دلیرانہ بے اختیاری کے ساتھ کود کر جل بھن کر خاک ہو جائے۔ آسان تر ہے۔ مگر یہ دل یہ استقلال خدا نے عورتوں کو ہی دیا ہے۔ انسانی دلیری و مردانگی سے اگر قطع نظر کی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ چرندوں اور پرندوں کو بھی خدائے قادر نے اس صفت سے مستثنےٰ نہیں کیا۔ چنانچہ وہ شوقین اشخاص پرندوں کی معرکتہ الآرا میدان داری سے زیادہ دلچسپی

www.taemeernews.com

لیتے ہین اور اُن کے بہادرانہ اور جوش مین بھرے ہوئے حملون کی داد دیتے ہین جنہون نے مرغبازی بٹیربازی وغیرہ کے شوق مین حصّہ لیا ہو چونکہ ہمارا مضمون خاص بہادری اور وہ بھی مردانہ بہادری سے متعلق ہے لہٰذا اگر ہم کسی ایک بہادر کو اپنے مضمون کا ہیرو بنا کر اسکی سیدھی سادی جنگ اور جوش کی تصویر الفاظ مین دکھائین تو یہ تصویر اس وقت تک ادھوری تصویر ہوگی جبتک کہ اس صفت سے کے متصف کی اصلی اور حقیقی خوبیون پر محققانہ روشنی نہ ڈالین۔

ہمنے جہانتک غور کیا ہندوستان کی تاریخی دنیا مین شجاعت وجوانمردی کی تمام وکمال خوبیون کا مستحق سوائے مہاراجہ مہراج رامچندر فرزند راجہ دسرت کے ایسا کسی کو نہ پایا جو ہمارے تاریخی مضمون کا ہیرو ہوسکتا۔ اسلئے ہم اپنے مضمون کے میدان کو اپنے واجب التعظیم ہیرو کا رزمگاہ بنا کر ناظرین کو شجاعت اور معرکتہ الآراجہا۔ کی شانی تصویر دکھاتے ہین۔

اصلی شجاعت انکی نفس کُشی۔ حق پرستی۔ والدین کی اطاعت۔ بھائیون کے ساتھ ہمدردی۔ رعایا کے ساتھ محبت۔ مظلومونکی عدالت۔ مالکِ حقیقی کی رضاجوئی صبر وتحمل۔ استقلال عقل کی زیادتی اور روحانی روشنی تھی۔ اگر ان خاص اوصاف سے ہمارا واجب الاحترام ہیرو متصف نہوتا تو پھر اِس کے

www.taemeernews.com

کہ جس طرح کسی ایک پہلوان یا وحشی جاہل سپاہی کا تذکرہ چند روز تک افسانہ کی طرح زبان زد خاص و عام رہکر اپنی ہستی کو فنا کرکے تاریخی صفحات پر پردہ ڈالدیتا ہے انکی یادگار بہادری کا کارنامہ بھی نسیاً منسیاً ہو گیا ہوتا۔ مگر ان کی شجاعت اور ان کے تمام اوصاف کمالیہ انسانیہ کو تاریخین اپنے صفحات کے دامن مین لئے ہوئے ان کے اثرات سے مذہب کو قوت دے رہی مین اور قیامت تک قوت دیئے جائین گی۔ دوست دشمن اپنے بیگانے ان کی ذات کے صفات پہ متفق ہین اسلئے مین خصوصیت کے ساتھ اس مضمون کے لئے شجاعان ہند سے کسیکو انتخاب نہین کرسکا اور نہ کرسکتا تھا اور نہ میری سچی اور بے ریا عقیدت نے گوارا کیا کہ ایسے سورج بنسی کے چمکتے ہوئے آفتاب کو چھوڑکر کسی ذرّے کو آفتاب کا ہمسر بناؤن بس اب مین اپنے معزز ناظرین کو اپنے مضمون کے تماشاگاہ مین وہ تصویر دکھانے کی کوشش کرتا ہون جس کا نام شری رام چندر جی کی بہادری ہے۔ اگرچہ سری رام چندر جی کے بہادرانہ کارنامے تاریخ کے صفحات پر آفتاب کی طرح روشن ہین اور اگر کوئی چاہے تو رامائن کے مطالعہ سے دیکھ سکتا ہے کہ ایک بنی آدم نے اپنی قوت بازو کے بدولت ایک حریف کے مقابلہ مین کس طرح جنگ کرکے کامیابی حاصل کی۔ اور یہی بہادری کہلاتی ہے۔ نہین نہین بلکہ بہادری سے میری مراد یہی نہین ہے کہ ایک بہادر سپاہی دشمن کی فوجون

www.taemeernews.com

کے مقابلہ مین سینہ تانے کہڑا ہے۔ لڑائی کا میدان دشمن کی فوج کی کثرت سے
مونہ میدانِ حشر اور خوف ملی جراٴت کا جولانگاہ بنا ہوا ہے۔ بہادر سپاہی نے
بجلی سے تیز چمکنے والی تلوارون اور سنگینون کے دریا مین غوطہ لگا کر دشمن کی فوج
مین جا کر اپنے رعب کو اسکے مقام مین پہنچکر لوٹکا اور دو چار حملون مین اس کا کام
تمام کر دیا ہمین ہرگز نہین۔ اصلی شجاعت حمیت۔ غیرت۔ رحم اور استقلال
ہی ہمارے مضمون میں سرپرام جندر جی کی بہادری کا حقیقی مفہوم ہے۔
یہ موقع ہے جہان ہم انکی حقیقی شجاعت پر روشنی ڈالنا چاہتے ہین۔ تاریخی
مقامات کا اظہار بہی مناسب سمجھتے ہین جو دلچسپی سے خالی نہین ہے۔ علاوہ اسکے
ہندوی شان سد نیت کو بہی کہین کہین حسبِ ضرورت بیان کرینگے جس سے
ثابت ہو کہ ہمارے ہیرو نہ صرف ایک شجیع بہادر سپاہی النسل چہتری
بادشاہ تہے بلکہ معرفت اور حقیقت کی محفل مین بہی ان کو بالانشینی کا درجہ
حاصل تہا۔ اور قدرت نے انکو درراج رشی ہونے کا مرتبہ بخشا تہا۔
بہی ایک چیز ایسی حاصل تہی کہ جسکی بدولت قوتِ بشری سے زیادہ انکی روحانی
قوت اور عرفان کی نیرنگیون نے ایک عالم کو حیرت مین ڈالدیا تہا جس کا
اثر ہمیشہ باقی رہے گا۔

ہمارا خیال اس وقت اُس مقدس سرزمین پر پہنچا ہے جسے قدامت کی مذہبی
تاریخ چترکوٹ کے پہاڑ کے نام سے یاد دلاتی ہے ہمارا خیال اِس مقام کو

www.taemeernews.com

تاریخی نظر سے دیکھتا ہے وہان کی سنہری مختلف قدرتی چیزین کو اپنے دامن مین لیکر نظر کے سامنے کردیتی ہے مذہب ان چیزون کی ہسٹری بنتا جاتا ہے اور وہ گذشتہ سین خیال کے ذریعہ سے ہماری نظر مین پھرجاتا ہے ۔

ہم دیکھتے ہین کہ مہاراجہ رامچندر جی اپنے بہادر بھائی مہاراجہ لچھمن اور حُسن و عصمت کی دیوی وفادار بیوی مہارانی سیتاجی کے ساتھ پہاڑ کے دامن مین کھڑے وہان کے سبزہ زار کی بہار اور پھولون کی تر و تازگی سے اپنے حق آگاہ دل کو تقویت دے رہے ہین۔ اِس دلکش مقام کے دلچسپ سین کی تصویر سے قدرت کی کرشمہ کاریون اور کثرت مین وحدت کے جلوون کا اثر جو کچھ اِن تینون رہروان منزلِ طریقت و معرفت کے دل پر پڑا اسکے بیان سے ہماری قوتِ ناطقہ معترف بعجز ہے لیکن دیکھا یہ گیا کہ یہ تینون مسافرانِ جادۂ کامگاری آگے بڑھے اور اُس مقام پر پہنچے جہان سے ہمارے بہادر رہرو کے بہادرانہ استقلال کا دور شروع ہو کر ہمارے مضمون کے مفہوم کو ادا کرتا ہے ۔

مین اُن تمام واقعات کو قلم انداز کرتا ہون جو ان کو اِس سفر کی ہر منزل پر پیش آئے۔ سری رام چندر جی کا بہادرانہ استقلال اور صبر و رضا کا درجہ انسانی قوت کے دائرہ سے کس حد تک گذرا ہوا تھا اور اپنی جوانمردانہ جرأت کا تاریخی دنیا کے دل پر کیسا گہرا نقش ڈالا تھا جسکو زمانہ اپنی ہزارون برس کی رفتار مین بھی نہ مٹا سکا اور نہ قیامت تک مٹا سکے گا بلکہ نہین مین

www.taemeernews.com

غلطی پہ ہون کہ رام کی قوت کو انسانی قوت سے تشبیہ دی بلکہ اُنکی قوت و
جرات وبہادری کا صرف اندازہ کرنا انسانی قوت خیال کی حد سے باہر ہے
بلکہ مین تو یہ کہتا ہون کہ اُن کے غلامون کی قوت کا انس وجن بھی ملکر اندازہ
نہین کرسکتے جس طرح قدرت نے مہاراجہ سری رام چندر کو با ہمہ صفت موصوف
کیا تھا۔ اسی طرح مہارانی سیتا کا جواب جگ مین دوسری کوئی مہارانی نہوئی
ہنومان جی کو قدرت نے اپنے شجیع مخدوم کا خادم خاص بطور پر پیدا کیا تھا
جسکے زور و توانائی اور روحی قوت کا اندازہ کرنا محال ہے ہرچند رام گو ہر
چیز کی ماہیت اور ہر معاملہ کی حقیقت سے اچھی طرح واقف تھے۔ مگر
چونکہ تابع مشیت تھے اپنے افعال و اقوال سے وہی کام لیتے تھے جو مشیت
مین مقدر ہو چکے تھے اور جتنکے انصرام یا تکمیل کو قدرت نے سری رامچندر جی کے
متعلق نہ اقبالمندیون پر منحصر رکھا تھا جس مین ایک راون کا بھی ایک معرکۃ الآرا
معاملہ ہے جسکو ہم لکھ رہے ہین اور جسپر سری رام چندر جی گویا مامور ہوئے
تھے کہ ایسے سرکش اور گستاخ اور حق فراموش سے دنیا کے پیٹھ کو نہ صرف
خالی کرین بلکہ قدرت کو یہ منظور رہا کہ اُنکی اُس دلی تمنا کو اس ذریعہ سے
رامچندر جی پوری کرین جو ازلی آرزو تھی۔ وہ کیا ہے سری رام چندر جی کے ہاتھ سے
شہادت کا مرتبہ پانا اور اسکے اسباب بھی وہی ہوئے جن کا تعلق انسانی
معاشرت سے ہوا کرتا ہے یعنی فسونسازی اون مظہر اسرار قدرت کی وفاداری ہوئی

www.taemeernews.com

کو جسکے جسم پر قیمت و عفت کا جامہ خیاط قدرت نے خود قطع کیا تہا جابرانہ فریب اور ظالمانہ مکر سے چُرا لے گیا۔

سری رگہبر کی غیرت و حمیت نے جو شجاعت کے اسباب سے ہین حرکت کی دریاے جلالت جوش پہ آیا۔ اگرچہ بلحاظ اُسکے کہ مہاراجہ رام چندر چہتری ذات یعنی سپاہی النسل سے تھے اور راون برہمن تہا۔ مہاراجہ رام چندر جی کی فطرت مین قدرت نے رحم۔ کرم۔ ہمدردی۔ استقلال اور روحانی روشنی ودیعت فرمائی تھی اور برہمن کو مذہبی عزت اور بزرگی کا مستحق گردانا تہا۔ اُسکا اقتضا یہ نہ تہا کہ راون کو قتل کریں کے مہارانی سیتا کو اُسکی قید سے رہا کرتے اور یہ ان کے نزدیک کوئی مشکل بات نہ تھی بلکہ تاریخی واقعات خود اس بات کی شہادت دینگے کہ ایسے مواقع قبل از جنگ اور درمیان جنگ کے بارہا پیش آئے کہ اگر سری رگہبر چاہتے تو باسانی مہارانی سیتا کو لے آتے مگر جس کام کے انجام پر وہ مامور کئے گئے تھے اس کا پورا کرنا اُن پہ فرض تھا۔ اسلئے اُنہوں نے راج نیتی کے قانون کو پوری طرح سے کام مین لاکر اپنے پیرؤون کو سبق دیکر بتلایا کہ راجاؤن کے سلئے کیا کرنا چاہئے اور سپاہی کے کیا فرائض ہوتے ہین اور راج نیتی کسکو کہتے ہین اسلئے ارادہ کرلیا کہ دشمن سے اسکے گھر پہ جاکر انتقام لین اور اس تمردی و سرکشی کی پوری سزا دین حلیم کا غصہ تہا اور حلیم بھی اسرار حقیقت کا مظہر ممکنات عالم مین کون اس مجسم قہر کا

مقابلہ کر سکتا تھا اور کون اس مصدر جبروت قہار کے جلال کا متحمل ہو سکتا تھا چونکہ ہر حال مین تابع مشیت تھے خدا پر بھروسہ کرکے چلے اثنا راہ مین سگریو سے (جو اپنے بھائی کا ستایا ہوا معہ اپنے خاص خاص دوستون اور وفادار ملازمون کے ایک پہاڑ کے دامن مین پوشیدہ زندگی بسر کرتا تھا) ملاقات ہوئی رامچندر جی نے جو در حقیقت قدرت کی طرف سے ناخدا ترس سرکشون کی سرکوبی پر مامور تھے اس کے بھائی دبال، سے دنیا کو خالی کرکے سگریو کو تخت و تاج کا مالک کیا۔ جوانمردانہ شجاعت کی یہ پہلی صفت تھی۔ کیا کوئی تاریخی زمانہ اس فیاضی کی نظیر ہمارے سامنے پیش کر سکتا ہے؟ ہرگز نہین سگریو نے بھی اپنے محسن کا حق احسانمندی ادا کرنے مین کمی نہین کی۔ ہنومان جی کو جانکی جی کی خبر لانے کے لئے مامور کیا اور اپنے بھتیجے انگد فرزند بال اور جاونت شاہ خرسان کو کہا کہ ہنومان جی کی متابعت کرو۔

اب مین تمام واقعات کو حیطہ قلم اندازہ کرتا ہون۔ سیتاجی کی اس حسرتناک اور دل دکھانے والی حالت کا اندازہ کرنا ہمارے خیال کی قوت سے باہر ہے۔ اب ہم ایک اور مقام پر پہونچتے ہین اپنے خیال کی آنکھون کو کھولو اور دیکھو کہ ہنومان جی رامچندر جی کے جان نثار دوست سیتاجی کی تلاش مین رات کے وقت لنکا مین داخل ہوئے ہین اور ایک پہاڑ پر چڑھکر دہان سے لنکا کے منظر پر ایک تفصیلی نظر ڈالی ہے آبادی۔ اور اسکی مرصع کاری کو حیرت

کی نظر سے دیکھکر دل مین فیصلہ کر لیا کہ لنکا کو شہر کہنا جنت نہ کہنا مناظر قدرت
کی توہین کرنا ہے۔ تمام شہر آئینہ خانہ قدرت ہے در و دیوار مینا کار ہر سقف
جواہر نگار۔ وہان انہون نے پشپک (جادو کا رتھ) دیکھا جسمین دیوون کے
بادشاہ کا محل ہے اس وقت کی وہ حالت جو ہنومان جی کو وہان نظر آئی اسکے
دکھانے کے لیئے ہمارے قلم کی قوت نہین کفایت کرتی ۔

نقارے جھانجھ اور طبل کی آپس مین ملی ہوئی میٹھی میٹھی خوشگوار آوازین جن پر
دور کے بادل کی گرج کا دھوکا ہوتا تھا ہنومان جی کے کان مین آئین۔ کچھ دیر
وہ کھڑے رہے۔ پھر ذرا اور آگے بڑھتے یہانتک کہ انکی جوت سے چونک
چونک پڑنے والی آنکھون کے سامنے زردون کی چمکتی دمکتی لمبی چوڑی گاڑی
نمایان ہوئی جو ایک سمت سے دوسری سمت تک کئی میل تک چلی گئی تھی جو اپنے
مالک کی مرضی پر چلتی تھی اور سمندرون اور پہاڑون پر اڑتی اڑتی پھرتی تھی۔
اسکی اونچی اونچی شاندار محرابین سونے کے ستونون پر قائم تھین اور ان مین
نیچے سے اوپر تک رنگ برنگ جواہرات جڑے ہوئے تھے اور پہلو بدل بدلکر
مختلف رنگون سے جگمگا اٹھتے تھے۔ رامچندر جی کی فوج کے اس حیرت زدہ
سردار نے اس احاطہ مین ایک عالی شان محل دیکھا جو بہت وسیع اور نہایت
ہی بلند تھا جس مین سونے اور بلّور کے دروازے تھے اور چارون طرف
ہر قسم کی نظر فریب چیزین سجی ہوئی تھین۔ وہی محل راکشسون کے بادشاہ کا تھا

اسکے طلائی برجون مین لعل و گوہر نصب ستے۔ ہر برج پر پھریرا لہرا رہا تھا ہر دروازہ پر ہزارون دیو دن کا پہرہ۔ انسان تو کیا انسان کے خیال کا بھی وہانتک گذر دشوار تھا ایک طرف شیاطین وجنات کا لشکر مسلح موجود۔ ہنومان جی نے یہ کیفیت اور یہ سامان دیکھکر دل مین خیال کیا کہ یہان تو خیال کی رسائی اگر دشوار نہین تو آسان بھی نہین۔ مگر کسی چیز کے حاصل کرنے کی خواہش پر گرویدہ ہونا اور پیش آنے والی دقتون کو برداشت نہ کرنا پست ہمتی کی دلیل ہے۔ اسلئے بہادر اور شجیع مخدوم کے جان نثار خادم نے اپنی ہمت کے قدم کو آگے ہی بڑھایا اور اپنی حسن تدبیر سے سیتاجی کی خدمت مین پہونچے تسلی آمیز کلمات سے مایوس وشکستہ دل جانکی جی کو اطمینان دلاکر راون کے باغ کا راستہ لیا اس موقع پر ہم ناظرین کو متوجہ کرتے ہین کہ جس جان نثار خادم نے اپنے حسن تدبیر سے مہارانی سیتا کی خدمت مین باریاب ہونے کا شرف حاصل کیا۔ کیا اُسکے نزدیک مہارانی سیتا کو وہان سے لیکر اپنے مخدوم اور محسن کی خدمت مین پہونچا دینا کوئی مشکل امر تھا؟ نہین نہین مگر اس کارگذاری سے اُس انتظام قدرت مین خلل واقع ہونے کا پہلو نکلتا تھا جو مقدر ہو چکا تھا چونکہ راضی برضا رہنا اور اُسکی بلاؤن پر صبر کرنا سری رگھبر کی خاص صفت تھی۔ اسلئے حسب تعلیم مہاراجہ رامچندر ہنومان جی نے تسلیم رضا سے کام لیا۔ جہان لاکھون دیو شیاطین کا پہرہ تھا اس نڈر بہادر نے رام کا نام لیا

اور اسکے اندر پہونچکر اسکو اپنا خانہ باغ بنایا۔ میوہ کہانا شروع کیا۔ جب خوب سیر ہو چکا باغ کو اُجاڑا۔ درختون کو جڑ سے اُکھاڑا۔ سڑکون کو پامال روشون کو برباد کیا۔ محافظین باغ کا ایک ایک طمانچہ مین کام تمام کیا۔ راون کے ایک بیٹے کو نہنگ اجل کے منہ مین پھینک دیا۔ راون کے دوسرے بیٹے میگہ ناد اپنی فسون کاری سے ایک زنار لیکر ہنومان جی کے سامنے آیا۔ اور کہا کہ اگر تو برہمن کا معتقد ہے تو یہ زنار گلے مین ڈال دے اُس فسونساز کا یہ جادو ایک حد تک چل گیا۔ مگر کارگر ہوا۔ ہنومان جی نے اپنے مرشد کامل کے کام مین آسانی سے اپنا گلا بندھوا دیا ؎

از جان چہ عزیز است بگو تا بتو بخشم

جب راون کے سامنے لایا گیا۔ راون نے بنظر غضب پوچھا تو کس کا فرمان بردار ہے کہ تو نے میرے تمام لشکر کو زیر و زبر کیا۔ میرے لہلہاتے باغ کو اجاڑا تجکو اپنی جان عزیز نہتی جو یہ گستاخی کی؟۔

ہنومان جی نے بکمال دلیری و استقلال جواب دیا کہ کیا تو نہین جانتا کہ مین سری رام چندر جی کا قاصد ہون۔ اپنی گستاخی اور شوخ چشمی پر نظر کر کہ تو رام کی پیاری عفت کیش مہارانی کو چرا لایا مین انہین کی جستجو مین سمندر پہاند کر یہانتک آیا ہون۔ جب تیرے لشکر نے مجہپر ہاتھ اٹھایا تو مجہے چارہ نہ تہا کہ مین اپنے مرشد و ہادی کی بخشی ہوئی طاقت سے کام لیتا

اور اپنی حفاظت نکرتا۔ اب بھی اگر تو اپنی جان کی خیر چاہتا ہے تو جانکی جی کو
میرے ہمراہ کردے کہ تیرا تخت وتاج تیرے لئے قائم رہے وگرنہ
یاد رہے کہ تیرا یہ جاہ وحشم یکدم مین فنا ہو جائے گا۔ اور تو اس طرح سے مارا
جائے گا کہ تیری لاش پر زاغ وزغن گریہ کرینگے۔ راون اس چرب زبانی سے
آگ ہو گیا بغیظ وغضب دیوون کی طرف دیکھا اور حکم دیا کہ ابھی اسکو
قتل کرو لیکن جسکو رکھے سائیان وا کو مار سکے نا کوئی۔ بمصداق

دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست

بھبیکھن کی سفارش پر قتل سے تو باز رہا مگر حکم دیا کہ اسکی دُم جلادی جائے
کہ بندر کو دم پیاری ہوتی ہے۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔
ہنومان جی نے جب دیکھا کہ ناریون نے جلے دل کے پھپولے پھوڑنیکے
پورے سامان کر دئے۔ زمین سے ایک جست کرکے بالائے ہوا جا کر
دُم کو بمصداق (گھر کا بھیدی لنکا ڈہائے) تمام لنکا مین آگ لگا دی۔
راون کے قصر کو جلا کر خاک سیہ کر دیا۔ لنکا بھر مین کوئی گھر کوئی قصر کوئی
باغ ایسا نہ تھا جو کرۂ نار نہ بن گیا ہو۔ ہزارون جن وشیاطین جس قدر
پانی ڈالتے تھے تیل کا کام دیتا تھا۔ جب تمام شہر جل چکا تو سمندر مین
آکر اپنی دُم کو ٹھنڈا کیا۔ اور ہنستا ہوا سیتا جی کے سامنے آکر کہنے لگا کہ
مین اب لنکا سے روانہ ہوتا ہون۔ ممکن تھا کہ مین لنکا کو تاراج کر کے تمہین

رام کے پاس لیجانا۔ مگر حکم نہین ہے۔

(ناظرین اس موقع پر اچھی طرح سے اس امر کو محسوس کر سکتے ہین کہ مہارانی سیتا کو اس قید مصیبت سے رہائی دینے کے لئے ہنومان کو یہ موقع نہایت آسان تہا مگر حق بین اور حق کی رضا پر جان دینے والے محقق سری مہاراجہ رامچندر کی یہ تاکید تھی کہ ایسا نہ کرنے پائے۔ کیا کوئی کسی بہادر کی ایسی بھی مثال پیش کر سکتا ہے کہ اپنے ذاتی کل مصالح اور فوائد کو خدا کی رضا اور مشیت پر چھوڑ کر تسلیم و رضا کے امتحان مین کامیابی حاصل کرنیکے لئے اپنے کو معرض ہلاکت مین ڈال کر قربت اور خصوصیت کا مرتبہ حاصل کرے۔)

یہ کہکر سمندر کے اس طرف آکر جاموَنت اور انگد سے ہم آغوش ہوکر اپنے بادشاہ کے سلام کو گیا اور اُسکو ساتھ لیکر رامچندر جی کی خدمت مین باادب حاضر ہوکر تمام قصہ بیان کر کے رام رگھبر کو آمادہ کیا کہ لنکا پر چڑھائی کرین۔ رام نے جاموَنت اور سگریو کو حکم دیا کہ اپنا اپنا لشکر تیار رکھین سری رامچندر جی نے جس بیشمار فوج سے لنکا پر چڑھائی کی اور وہان پہنچکر پہلے ہی حملہ مین اپنے قدرتی قوت سے راون کو شکست دی۔ اسکے صراحت کی زیادہ ضرورت نہین۔

راون لنکا کے پھاٹک پر شکست کھا کے نہایت بدحواسی کے ٹوٹے ہوئے

دل سے بھاگا جس طرح وہ زخمی ہاتھی جو شیر کی جست کے سامنے گر پڑتا ہے۔
اور گھبرا کے چیخ اُٹھتا ہے اور سمجھ جاتا ہے کہ شیر کے پہاڑ کھانے والے دانت
ایسے ہوتے ہیں۔ یا اس بڑے مہیب سانپ کی طرح جو چڑیوں کے بادشاہ
کے پھڑپھڑاتے ہوئے بازوؤں اور کینہ ور پنجوں کے نیچے پڑا ہو۔
تابڑ توڑ تیر جنکو رامچندر جی برسا رہے تھے انکی وجہ سے بڑا خوف اور
اضطراب راون کے دل میں پیدا ہوگیا تھا۔ کیسے تیر جن کے گرد بجلی کے
شعلے لپٹے ہوئے تھے بالکل ان برہما کی تیروں کی طرح جو دنیا کا خاتمہ
کر دیا کرتے ہیں آخر وہ اپنے محل میں گیا۔ اپنے سونے کے پاٹ پر تکیہ
لگا کے بیٹھا اور غضب آلود شعلے برسانے والی آنکھیں نیچی کر کے عاجزی
اور ذلت کے لہجہ میں بولا۔ دیوتو۔ افسوس ساری محنت بیکار ہے کوئی
نتیجہ نہیں میری ایک عمر کی تکلیف سب اکارت گئی مجھپر دشوار ہے کہ ایک
آدم زاد سے میں ڈر جاؤں۔ مجھپر دیوتاؤں کا قابو نہیں چلتا۔ اندر نے مجھے
اپنا ہمسر مان لیا اور ایک آدمی سے ڈر جاؤں۔ برہما کے وہ الفاظ جن میں
اُنھوں نے میری قسمت کی نسبت پیشین گوئی کی تھی جنکو سُنے بہت زمانہ ہوا
اب افسوس میری روح ان الفاظ کو یاد دلاتی ہے۔ ان کے یہ کلمات مجھے
رہ رہ کے یاد آتے ہیں۔ مغرور اور خود فراموش دیو۔ ڈرتا رہ۔ ایک انسان
کے ہاتھ سے تباہ و برباد ہونے کا خوف ہر وقت اپنے پیش نظر رکھ۔

سپری۔ تھا اور میرے حکم سے تجکو کوئی دیوتا۔ کوئی فرشتہ۔ کوئی شیطان۔ کوئی درندہ۔ کوئی سانپ صدمہ نہ پہنچا سکیگا۔ ان سب سے تو محفوظ رہیگا۔ اُنکی قوت و طاقت سے تیری زندگی کا طلسم نہ ٹوٹیگا۔ فقط انسان کے مقابلہ مین تیری جان محفوظ نہین ہے۔ مجھے یقین ہی کہ وہ وقت موعود سر پر آگیا۔ اب سنو سہروار اپنے اپنے مقام پر دوڑ جاے چیدہ چیدہ سپاہی ہمراہ لے اور شہر کے گلی کوچونکی حفاظت کرے۔ دیوزادو دربانونکی طرح لنکا کی فصیل پر پہرا دین اور کبھ کرن جسکے سامنے دیوتا ونکی آنکھین بھی خوف سے جھپک جاتی ہین اُسکو بیدار کرو وہ گہری نیند مین غافل پڑا سوتا ہے کئی مہینے سے نیند کے جادو مین مبتلا ہی اور آزاد اور بیفکر ہو رہا ہی جاؤ اُسے اُٹھاؤ وہ ہمارا سب سے بڑا جوانمرد اور سب سے بہتر مددگار ہے دشمنون کو اُسکے سامنے بہت جلد شکست ہو جائیگی راکشس اپنے مالک کا حکم بجا لاے اور ڈرتے کانپتے ہوئے اُسکی راج سبھا سے باہر ہوئے بہت سے پھولونکے خوشبودار ہار اور ناشتہ کیلیے خون کے بہت سے ناندے اور گوشت کے بورے لیکے چلے۔ اُس غار کے قریب پہنچے جہان وہ مہیب دیو پڑا خراٹے لے رہا تھا یہ غار اتنا بڑا تھا کہ ہر طرف تین تین میل کا طول و عرض تھا مگر اسکی سانسون کی آندہی کے جھونکے اسقدر زور زور سے چل رہے تھے کہ کوئی بہادر سے بہادر شخص بھی بڑی مشکلون سے اندر جا سکا وہان جا کے دیکھا کہ وہ دیوتا ہاتھ پانون پھیلائے ایک بڑے بھاری پلنگ پر پڑا ہوا ہے بھینس۔ سور۔ اور ہرن کا گوشت جو اُسکی مرغوب غذا تھی اُسکے منھ کے سامنے بہت ڈھیر کر دیا۔ غار کو بخوبی خوشبودار دہولون سے معطر کر دیا۔

یہ سب سامان کرکے خوبصورت ہار دن ... لے کر ... سنکھ ... اور
شنقاف سنکھ منہ سے لگاکے زور زور سے بجانے لگے اور گانا شروع کیا۔ سارا غار دونو
راگ سے گونج اٹھا۔ جب یون بھی خبر نہوئی تو سب راکشس زور زور سے اپنے سینے کو ٹھونک
اور پیٹنے لگے اُن گھونسون سے بادل کے گرجنے کی آواز پیدا ہوتی تھی اور اس غار مین
ایک مہیب ہنگامہ مچ گیا۔ چنانچہ ڈھول نرسنگے اور قرنا کی آوازین زور و شور سے بلند
ہوتین۔ اسی کے ساتھ راکشسون نے اپنے رجز خوانی سے اور شور و غل مچا رکھا تھا انکی
سینہ کوبی اسپر بھی طرہ تھی۔

یہ آوازین ایسی کرخت اور مہیب تھین کہ چڑیان مرمر کے ٹہنیون پر سے گرپڑین مگر قیامت کے
سونے والے کمبہ کرن کے کان پر جون تک نہ رینگی اور اپنے آرام سے پاؤن پھیلائے ہی
سویا کیا۔ آخر ان راکشسون نے بڑے بڑے سونٹے اور لٹھ ہاتھ مین لیکر اوسکے سینہ کو
جسپر بالون کا جنگل لگا تھا زور زور سے پیٹنا شروع کیا۔ اسکے علاوہ بڑی بڑی چٹانین
اٹھا اٹھا کے اسے مارنے لگے اسپر بھی اُنھون نے کروٹ نہ بدلی اور نہ اُن لاٹھیونکی چوٹ
اور نہ ان چٹانونکی دھمک انکو محسوس ہوئی۔ مجبور ہو کے پھر سب نے ملکے ایکمشت اور زور سے
سنکھ اور ڈھول وغیرہ بجانا شروع کئے اور زیادہ ستانے سے موگریان چٹانین اس پر
پڑنے لگین۔ اسکے علاوہ ہاتھیونکی چنگھاڑ اور اونٹ کے بلبلانے اور گھوڑون کے ہنہنانے
سے بھی انکے جگانے مین مدد لیگئی مگر انکی آنکھ نہ کھلنا تھا نہ کھلی۔ تب راکشسونکو غصہ آیا۔ صدہا
گھڑے پانی انکے سر پر ڈالدئے۔ بڑہ بڑہ کے دانتون اور پنجون سے کان اور بال نوچنے لگے

کئی ایک لٹھ ایک مین باندھے انکے سر اور منھ پر خوب خوب کوئی کاری کرنے لگے جنگلی ہاتہیون کو انکے جسم پر دوڑا رہا تہا پانون تہپڑایا ان غیر معمولی توجہون سے میان کنبہ کرن کی آنکھ کھلی انہون نے اپنے بدن کو حرکت دی۔ چونکا اور ہوشیار ہوا زخمون اور مار کی گویا اُسے خبر بھی نہ ہوئی۔ بہوکا پیاسا ایک بے پروائی کی وضع سے جمائی لیکے اٹہا۔ اسکا منہ پہاڑ یا دوزخ کی طرح کھلا جسکے اندر لال لال جبڑون کا رنگ ایسا سرخ تہا جیسے آفتاب جس گھڑی میرو پہاڑ کے پہلو مین چمک رہا ہو۔ اسکی چلتی ہوئی سانس مین ایک رج کی سی آواز تھی بعینہ جیسے وہ آندھی جسکے جہونکے پہاڑون کو گراتے ہوئے آتے ہون اُسنے اپنے گہوڑے کا ایسا منھ اُٹھایا جسمین جہاڑ کے ایسے دُمدار تارے کیطرح آنکھین چمک رہی تہین۔ اسکی صورت سے موت کی ہولناک صورت یاد آجاتی تھی اُسکو اس مہیب وضع سے کہڑا دیکھکے راکشسون نے بہینس ہوا اور ہرن کے گوشت کے انبار کی طرف اشارہ کیا۔ اشارہ پاتے ہی دیو نے گوشت خون اور شراب حلق تک ٹھونس لی جب اُسے کہانے سے فراغت ہوئی تو دیوون کو اُسکے قریب جانیکی جرأت ہوئی سبہون نے زرکے خوف اور تعظیم سے سر جہکا دیا۔ کمبہ کرن کی آنکھین جو ابھی جاگ اٹھنے کی وجہ سے نیند بہری ہوئی تھی نیلی پیلی کین۔ چارون طرف منہ پہیر پہیر کے دیکھا اور رات کے رہزن راکشسون کی طرف خطاب کرکے کہا تم سب نے مجھے کیون جگایا کسی ایسی وجہ سے مجھکو جگایا ہے کوئی جرأت نہین کرسکتا۔ کہو راون خیریت سے تو ہے یا نہین کسی اور بات کا ڈر ہے کہ تمنے مجھے جگا کے تکلیف دی میری بات بگوش دل سنو۔ دیوتا بادشاہ خوف سے کانپنے لگا آگ بجھ جائیگی اور خود اندر مرا ہوگا قبل اسکے کہ وہ بیفائدہ مجھی نیند سے جگائے راکشسون نے واقعہ بیان کیا یہ سنکر وہ میدان مین آیا اور مارا گیا۔

اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہین کہ باوجود متواتر ناکامیون ... پے در پے شکستون کے جب پچھلی لڑائی مین
مایوسی کے ساتھ راون میدان جنگ مین آیا ہی اُسوقت اسکی کیا ... تھی ۔ میدان جنگ کی کیا حالت
تھا اور لنکاکے ظالم حامی کس خیال مین تھے ۔

راون نہایت ہی خونخوار کیے جوش مین میدان جنگ مین نکلا ۔ دیوؤنکی فوج کے سردار اسکے داہنے بائین ہمراہ رکاب تھے وہ سب لوگ جیسے ہی اپنے شہر لنکاکے دروازے سے گذرے ویسے ہی آفتاب دُھندلا ہوگیا ۔ ہرطرف تاریکی چھاگئی ۔ بادل گرج اٹھے ۔ دہرتی دہک اُٹھی ۔ خون کے مینھ کی جھڑی لگی ۔ سر پر گدھ منڈلارہے تھے جنہون نے اپنے پرون سے اسکے جھنڈے کو سرنگون کردیا تھا ۔ اسکی رتھ کے نیچے زمین ۔ پہاڑ جنگل ۔ غار ۔ ٹیلے ۔ ندی ۔ نالے سب یک بیک لرز گئے ۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہین کہ ایسے قوی اور مہیب بانون کے ساتھ وہ کیونکر لڑا اور آخر اس لڑائی کا کیا انجام ہوا ۔ فریب ظلم کی سزا اُسے ضرور ملنا چاہئے تھی جسکو خدا نے اسی بات پر منحصر رکھا تھا ۔ آخر بمصداق (کرد کہ یافت) اسے اپنے کئے کی سزا ملی ۔
تقدیر نے جو سامان کر رکھا تھا وہ پورا ہوا ۔ راون مارا گیا ولکی لیہ بر آئی ۔ اُسکی لاش میدان رزم مین گری ۔ اب اسکے بعد کیا ہوا ۔ یہین بھی : راحل جادو کا اثر رکھتا ہے ۔

دیوؤن نے جیسے ہی دیکھا کہ انکا سردار مارا گیا سب نے پیٹھ پھیردی میدان کو چھوڑ چھوڑ کے اور صفین توڑ توڑ کے بھاگے ۔ کوئی کسی پہاڑ کی طرف چلا کسی نے جنگل کی راہ لی ۔ کوئی کسی غار مین جا کر چھپ رہا بعض بدحواس ہو کے متلاطم سمندر مین پھاندپڑے ۔ فاتح فوجکے زبردست اور خونخوار جوانمرد شیرونکی طرح سے پیچھے پھرتے تھے اور وہان کے عجائبات کو حیرت کی نظر سے

دیکھتے جاتے تھے۔ آٹھ پہاٹک سونے اور جواہرات سے جگمگا رہے تھے۔ آٹھ عجیب دلچسپ ارین جو
اس پوزادا اور راکشس کے قلعہ کو گھیری ہوئی ہیں۔ گنبد اور مینار جو اُسپر چمک رہے تھے بالکل
اُن خوشنما بادلوں کی طرح جو آفتاب کی کرنوں سے چمک اُٹھتے ہیں اور جو موسم خزان میں اکثر
آسمان پر دکھائی دیجاتی ہیں۔ ببھیشن لاش پر کھڑا رو رہا تھا۔ اس موقع پر رامچندر جی نے
جس رحم کا برتاو کیا وہ حقیقت میں حقیقی رحم کی ایک مجسم تصویر تھی اور جس طرح تشفی دی
اور اُسکے پسماندوں کے ساتھ جس قسم کا برتاو کیا یہی اصلی شجاعت تھی۔ یہ وہ شجاعت
نہیں ہے کہ جو ہر ایک بہادر سے ہو سکے ؎

این سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عفت
مہاراجہ رامچندر جی کی تو بیشک وسیع ہوئی لیکن اب ہمکو یہ دکھانا باقی رہا ہے کہ سیتا جی
کی دیوی جس شجیع کی مہارانی تھی اور جسنے تنہا دشمن کے گھر میں اپنی ہمت اور استقلال اور پتی
ورتائی کے زور اور شجاعت کی بدولت ایک زمانہ گذرا۔ اُسکی مفارقت کا صدمہ کوئی معمولی
بات نہ تھی۔ مگر مہاراج رامچندر جی کے لئے اس پرماتما نے ان مصائب کی برداشت اور
استقلال اور رضاجوئی کو مخصوص کر دیا تھا۔ یہی اصلی شجاعت ہے اور اسیکا نام مردانہ دلاوری
اور بہادری ہے جو ہر حال میں چمکے۔ لیکن یہ سب کچھ تو ہوا اُنکا کیا انجام ہوا۔ وہ اس قید سے کیونکر
نکلیں اور کس طرح اپنے شوہر سے ملیں۔ رام اُن سے کیونکر ملے اس تصویر میں ہمکو دو ذرا سی
تصویر دکھانیکی کوشش کا فرض بجالانا ہے اور یہ بتلانا مقصود ہے کہ جس طرح شوہر ... ویسی ہی
ویسے ہی پاکدامن بہادر بیوی بھی اپنی آپ نظیر تھیں سیتا جی کی عصمت جو اُنکی فطرتی

صفت تھی۔ راجہ رامچندرجی کا استقلال اور انہین دو چیزون پر مضمون کا خاتمہ ہے۔

سیتاجی کی پیاری خوشنما آنکھین شرم کے آنسوؤن مین ڈوبی ہوئی تھین نیچی نظر کئے حلقہ مین کہڑی تھین اور اتنی مدت سے بچھڑے ہوئے شوہر سے چار آنکھین کین اور بلین پر راجہ رامچندرجی نے ان بیقرار آنکھون سے جو رونا چاہتی تہین اور بار بار اُمڈی آتی تہین دیکہا مگر خاموش اور ایک سناٹے کے عالم مین اپنے مستقل اور فولاد کے ایسے مضبوط ضبط سے کام لیا۔ دونون آنسو کہانے بیٹھے دلون مین دو قسم کے خیالات جوش مار رہے تھے عشق اور غم و رنج خودداری اس عکس کو زبان سے نکالنے کے لئے ایک لفظ بھی نہین ملتا جو اپنے راجہ کے سامنے شرم اور اندوہ مین گنہگارون کے انداز سے کہڑی ہوئی تھی اور بہادر شوہر کی زبان سے اپنی اس رانی کے استقبال مین کوئی لفظ نہین نکلتا جسنے ابھی رہائی پائی ہے اور جسکی پاک و صاف اور آبدار روح پر کبھی ملامت کا سایہ بھی نہ پڑا تہا۔ جسے دیوزادوں کے ظالم ہاتھ اُس کے گہر سے کہینچ لائے تھے اور عرصہ دو مظلوم قیدی بناکے رکہا تہا۔ اُسنے صرف سریرام کی خاطر سے اور اُنکی محبت کے جوش مین اتنی سخت آفتین اور کڑی مصیبتین سر پر لین مگر جان نہ دی اور محض اُسکی درشن کیلیئے زندہ رہی ہان اے بہادرو ذرا غور کرو دیکھو کیا تم مین سے جنکو آجکل روز اپنی بہادری و مردانگی پر دم دعوی ہے یہ کہہ سکتے ہو یا کرسکتے ہو کہ سوتیلی مان کے حکم کی تعمیل کرنے پر راضی ہو گئے اور اپنا حق راج پاٹ۔ حکومت سب اپنے بہائیون کے حوالے کرکے صرف اپنی ایک بیوی کے ساتہ۔ بیک بینی و دوگوش راج تاج ترک کر جوگ اختیار کیا۔ کیا تم مین سے کوئی ایسا ہے جو کہ اس جوگ مین جو جو مصائب کہانے پینے اور آرام و آسایش کے معاوضہ مین نصیب ہوئے اُنپر شاکر

رہکر نعمت الٰہی کا سپاس گزار رہا۔ ابھی یہ بیان ختم بھی ہونے نہ پایا تھا کہ اپنی عفت مآب بیوی
ہوا اپنی سیتا کی جدائی کی ناقابل برداشت مصیبت کو غیرتمندانہ مردانگی سے برداشت کیا
اگرچہ اس واقعہ کو ہزارہا برس ہوئے اور ہوجاینگے لیکن راجہ رتی اور شجیع بہادر کا جواب
ہونا محال نہیں ہی تو کمتر بھی کہنا احتیاط کے خلاف ہے۔ بہرحال سیتا جی نے ایک مرتبہ اپنی آنکھیں
اٹھائیں اور محبت کی نظر سے اپنے شوہر کو دیکھکر ایک چیخ مار کے پکار اٹھیں۔ یہ ایک ایسا نازک
وقت تہا کہ سننے والوں کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے اور یہاں جانکی جی کا یہ حسرت و
اندوہ سے بہرا ہوا عالم دیکھکر بڑے بڑے سورما و سنگدل بھی دل ہل گئے۔ خود لچھمن جی ابہرتے ہوئے
جوش کو مشکل سے دبا سکے اور دیر تک بیاحسرت آنسو منھ گریبان میں چھپائے رہے تو سیتا جی
نے اپنی بے ضرورت اور بوجہ شرم دوری کی پاکدامنی اور عفت انکی قوت بازو اور مددگار تھی۔
سچائی اور راستبازی پر بھروسا کرکے جس نے انکو ملامت کرنیوالے کی زبان سے بے پروا
کردیا تھا۔ انہوں نے اپنی آہیں روکیں۔ اپنی پرنم اور آبدیدہ آنکھوں کو خشک کیا۔ آنسو پونچھ ڈالے
اور عفت اور تعجب کے جوش میں پیچ و تاب کہا کے اپنے شوہر کیطرف تیز چتونوں اور ان آنکھوں سے
دیکھا جو جھکنا جانتی ہی نہیں۔ جب یہ حال دیکھا تو سری رامچندر جی نے اپنے فطری ضبط اور
قدرتی استقلال سے کام لیکر کہا سیتا جی جسقدر مجھپر فرض تھا وہ پورا کیا۔ دشمن پامال ہوا۔
میرے مضبوط اور قوی بازووں نے فتح حاصل کی۔ میں نے ظالم لوٹیرے کو مار ڈالا۔ اسکی
گستاخی اور دغابازی کا بدلہ لیا جو قسم میں نے کہائی تھی اور جو امر میں نے اپنے اوپر فرض
کرلیا تھا آج اسکو پورا کیا۔ آزاد ہوں اور اپنا آپ مختار۔ اپنی عزت اور اپنے فرض منصبی کا

اب اس سے زیادہ اور کچھ تقاضا نہین ہی۔ عجیب و غریب طلسم جو ستا طم اور رزو روشور سے
چمکنے والے مندر پر پھیلا ہوا ہے توڑ دیا گیا۔ یہ دیوؤن کا سارا شہر جو بالکل دشمنون کے
خون مین رنگا ہوا ہی۔ یہ بے شمار فوج جو ہمارے دوست اور ہمدرد سردارا لائے۔
وہ عقلمند جو مشورہ دیتے تھے اور وہ بہادر جو خون بہاتے تھے۔ اور کیسے بہادر جو ایسے دل سے
لڑتے تھے کہ لڑائی کے جھکولون مین اور رونگٹے میدان مین جھرجھری تک کا نام نہین لیتے تھے
اس عظیم الشان محنت کا نتیجہ آج ظاہر ہو گیا۔ اگرچہ مہاراجہ رامچندر جی سے محقق کو اپنی عفت
کوش اور پتی ورتا مہارانی کی عصمت و پاکدامنی پر کسی قسم کا شبہ کس طرح ہو سکتا۔ مگر معترض
اور ناعاقبت اندیشون کے اطمینان کیلئے رفتہ مختصر مہارانی سیتا نے اپنے جسم خاکی کو
آگ کے سپرد کر دیا۔ جیسے ہی سیتا جی آگ مین کودین ویسے ہی پتی ورتائی اور راستی جو ان
کی حفاظت کیلئے محافظ تھی وہ آگ گلزار ہو گئی اور ایشور کی دیا سے انکی عزت بچی اور
اُنکا دامن پاک اور بے لوث ثابت ہوا اور معترض نے اپنے کوتہ اندیشی سے توبہ کی
اس ضروری الاظہار پاکدامنی کے نشان کے بعد مہاراج رامچندر جی دوڑے اور اپنی
وفادار بی بی کو گلے سے لگا لیا۔ کون بی بی جو بے داغ پاک و صاف اور ملامت و
الزام سے محفوظ ثابت ہوئی تھی اور پتی ورتائی جسکا دھرم تھا اور راستی جسکا دین اور
شوہر پرستی جسکا ایمان اور خدا ترسی جس کا مذہب تھا۔

سب دیوتاؤن نے مبارکباد دی۔ آرزو برآئی۔ دشمن برباد ہوا۔ فتحمندی کا ٹیکا اُن کے
ماتھے پر چمکا اور دیوتا راضی ہوئے۔ ایشور کی دیا سے اُنہون نے سب سردارون اور

بہادرونکو جو لڑائی مین کام آئے تھے زندہ کرکے کھڑا کر دیا۔ جب ان سب کا ہوا آئے فرحت ہو چکی تو رامچندر جی
کا طلسمی اور قدرتی رتھ بادلوں مین ہو کر نندی گرام کی طرف اڑا۔ وہان پہنچکے وہ اپنے وفادار و
جان نثار بھائیوں سے ملے اور اپنے بالونکی لٹون کو کھولدیا وہانسے چلکے اجودھیا جی مین پہنچے
اور اپنے بزرگوار مہاراجہ دسرت کے پاٹ پر بڑی کامیابی اور عدل گستری کے ساتھ بیٹھکے
راج کرنے لگے نہ بیماری تھی اور نہ قحط تھا۔ رعایا شاد و دشمن برباد خوشیونکے ساتھ دولت کو روز
افزون ترقی تھی امن اور تندرستی کا ہمیشہ سایہ رہا۔ نہ طوفان کا خوف تھا اور نہ ڈاکوونکا کھٹکا۔
نہ آگ نے کبھی کسی ملک کو جلایا اور نہ سیلاب نے کبھی سلطنت کو ضرر پہنچایا۔ معلوم یہ ہوتا تھا کہ مہاراجہ
رامچندر جی کی سلطنت کو مبارک ثابت کرنیکیلئے دنیا مین ست جگ پھر پلٹ آیا ہے۔

معزز ناظرین آپ مجھے اسکا الزام نہ دین کہ ایک متبرک اور مقدس اور تاریخی داستان کو خواہ مخواہ اسقدر
طول دیکر ہمارا وقت ضائع کیا۔ مشک کا خاصہ ہے کہ جسقدر اس کو رگڑا جائے اسکی خوشبو دماغوں کو
معطر کرتی ہے اسی طرح ان مذہبی اور مقدس داستانون کا حال ہے کہ جسقدر انپر گہری اور
تنقیدی نظر ڈالی جاتی ہے اسیقدر لطیف اور مفید نتائج منتج ہوتے ہین۔ بس اب اپنے معزز
ناظرین سے شاد شاد کام رخصت ہوتا ہے اور امیدوار ہے کہ اگر بمصداق الانسان
مرکب من الخطا والنسیان کوئی امر فروگذاشت یا سہو آمیز یا خلاف واقع دیکھین تو میری
کم بضاعتی علمی اور ایک سیدھے سادے سپاہی کی تحریر کو قابل اعتراض نہ قرار دین بلکہ
معاف فرما دین۔ فقط

باسلمان اللہ اللہ یا رحمن رام رام

شاد عفی عنہ

رام نومی

دنیا نامی گرامی ہستیون سے ان نامورونکو بہت بڑی عزت و عظمت اور بڑے فخر کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے جو اسکے آریہ بہادرونکے نامور و ممتاز ہیرو تھے اور جنکی وسعت دنیا کی آبادی کا بڑا حصہ خدا کا اعلیٰ مظہر قدرت مان رہا ہے ۔

لیکن انہین جس قسم کے مورخ یا مصنف گذرے ہین ایک تو وہ جنہون نے مذہبی عقیدتمند ہونیکے باعث افراط تفریط کے ایسے چار چاند لگا دئے کہ فرقہ جہلا کی آنکھونکے لئے ایک تازہ روشنی چمکدار ایسی پیدا ہوگئی کہ انکی آنکھین چوندہیا گئین اور فرط عقیدت کی جوشیلی امنگ نے **ہذا ربی** کا کلمہ پڑھا دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ضعیف الاعتقادی کے جادو نے خاص عام کے دلون مین اپنا ایسا مضبوط اثر پیدا کر دیا کہ حقیقی صفات پر مخالف اور معترضین کی نظرون مین مبالغہ کا پردہ پڑ گیا اور مبصرین کی آنکھین اچنبھے کا سرمہ لگا کر تماشا دیکھنے لگین کہ خاک کا پتلا جسکو عبودیت کا خلعت ازل سے سرفراز ہوا ہو اور جسکی روح **الست بربکم** کی صدا سنکر **قالو بلیٰ** کہکر بلا مین پھنس گئی ہو کس طرح اس عالم ناسوت مین خدا کے خطاب پانیکا مستحق ٹھہرا دوسرا فرقہ مورخین کا جو تعصب کی سلطنت کے بادشاہ کہلاتے تھے اور طلسم خانہ التشابہ انکو مبنی تھے بمصداق

ولیکن قلم در کف دشمن است

اصلی جوہر و خوبیون کے تعصب کا پردہ ڈالکر اعتراضانہ مضامین سے رائج الوقت دستکاری سے دل کہولکر مینا کاری کر گئے ۔

افسوس ہے کہ ان دونون فریقون نے بھی راستی اور حقیقی مدح سرائی کا حق نہ ادا کیا ۔

مجکو یہ دعوی نہین ہے کہ جس آفتاب آسمان شجاعت کا تذکرہ ان چند سطرون مین کر رہا ہون وہ ایسا ہوگا کہ بلحاظ انشا پردازی کے بے نظیر ہوگا یا شاعرانہ آب و رنگ سے یہ تصویر محبوب خلایق ہوگی نہین نہین کہان مین بے مایہ اور بے علم اور کہان ایسا دعوی مین اور شاعری کا دعوی مین تو شاعر کی رزمگاہ مگر اتنا ضرور کہونگا کہ جو تذکرہ اپنے علم اور وقفیت کی حد تک لکہونگا انشاء اللہ مبالغے کی آرایش اور بیجا ستایش کی زیبایش اور خوشامدانہ کج خیالی سے مزین اور مشتہر نہوگا بلکہ میرے دلی جذبات جو زبان پر نہین وہی نوک قلم کی نقاشی سے حروف بنکر سادے سفید کاغذ کے صفحے پر اپنا سین دکہاینگے ۔

آمدم بر سر مطلب میرے دوست الیاس ام شرما ایڈیٹر سناتن دہرم پرچارک میرٹھ نے مجھ سے فرمایش کی کہ رام نمبر کیلیئے مین کوئی نظم یا مضمون مہاراجہ سری رام چندر آفتاب آسمان سورج بنسی اور شمع شبستان راجہ دسرت کی مدح مین لکہکر پیش کرون اسلیئے مین نے صرف ایک دوست کی خواہش کو اپنے حوصلے اور قدرت کے موافق کو پوری کرنیکی کوشش کی مگر رام نمبر کے صفحات اس مضمون سے خالی رہے ۔

واضح ہو کہ مین اگرچہ اس آفتاب آسمان عز و شان سورج بنسی کا ایک ذرہ بمقدار اور اسی شمع شبستان شجاعت کی بزم کا ایک ہندی لاچار چراغ ہون مگر خوشامدیون کے زمرہ سے

نہیں ہوں اور نہ شیعت الاعتقادی کا بندہ ہوں۔ اسلیئے مہاراجہ رامچندر کو خدا نہیں کہتا
اور نہ سمجھتا ہوں مگر اتنا یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ مہاراجہ رامچندر برحق

بندہ تھے مگر کار خدا کرتے تھے

اگرچہ ایک ہندو گروہ انکی پرستش کو مذہبی اصول اور دینی فرائض کی پابندی سمجھکر بجالارہا ہے مگر میں تحت اطاعت بجالانیکی کوشش کرتا ہوں اسلیئے میں اپنے ممدوح کو خدا کا مظہر اعتقاد کرتا ہوں اور اسی شان میں اسکی جھلک پاتا ہوں جسکو دیکھکر موسیٰ بیخود ہوگئے تھے انکے واقعات کا پیمانہ چونکہ اوصاف کمالیہ انسانیہ کی شربت سے لبریز ہے اسلیئے انکو بندگان خدا سے برگزیدہ اور اجودھیا کا شہنشاہ سمجھتا ہوں۔ انکا اصلی جوہر جو ودیعت الٰہی تھا وہ ایسا جامع اور اثر پذیر تھا کہ دلوں کو تسخیر کرنیوالا تھا اس جوہر اصلی کو فلک کی گردشون نے مٹانا چاہا مگر جتنا مٹایا اتنا ہی چمک کر آفتاب نصف النہار بنتا گیا جو کبھی غروب نہوگا یہی نہیں کہ ہم انکو مقدس سرزمین اجودھیا کا ایک فرمانروا تسلیم کرکے انکے مافوق الفہم قول اور مافوق العادت افعال کو اپنا لازم التعمیل دستور العمل بنائیں بلکہ ہم اس امر کے دعوے پر مجبور ہیں کہ قدرت نے انکو اپنی جبروتی نمائش کیلیئے تمام عالم کے بنی نوع انسان میں انتخابی نظر سے چنکر تسلیم و رضا سے بھری ہوئی اس زندگی پر مامور کیا تھا جو بندگان خدا کی بھلائی پر روشنی ڈالنے کی اہمیت رکھتی تھی۔ وہ نہ صرف سورج بنسیوں کے سرتاج راجوں کے مہاراج تھے بلکہ خدا کی مرضی کے عارف اور اسکے علم کے رازدار و حق بین اور حق پژوہ تھے جسکی بدولت اس قطرہ نے وہ قوت پائی تھی کہ جس چیز پر وہ نظر ڈالتے تھے وہ اسطرح منظور نظر ہو جاتی

اور چشم حق بین اسمین وہی بجسپی پیدا کر دیتی تھی جو ایک محقق اور موحد کے جانچنے جانچنے والے کی نظر کے لئے ہونا چاہیے۔

ایسا برگزیدہ صفات کا ہادی جسکی زندگی خدا کی قدرت کی مظہر ہو خود مظہر قدرت تسلیم کیا گیا ہے وہ اپنے خالق کی طرف سے مجسّم خیر ہے۔

بنی نوع انسان مین وہی شخص نیکی مین جامعیت کے لحاظ سے انتخاب کیا جائیگا جو ہمہ تن نیکی ہو اور جسکی نیکیان قیامت کے دامن سے دامن باندھے ہوئے ہون جس طرح اہل اسلام کے عقائد کے مطابق انبیاء علیہم السلام نیکیت مین بندگان خدا مین اور وہ ایسی نیکیون کے منبع یا مخزن تسلیم کئے گئے ہین جو تمام نیکیون سے اعلیٰ اور افضل ہین۔ اسیطرح ہمارے سری رام چندر جی خدا کی طرف سے تمام اوصاف کمالیہ انسانیہ کے منبع مانے گئے ہین۔ ہادیان دین مین گو وہ کسی قوم ملت کے ہون ہزارون ایسے گزر گئے ہین جنکی ہدایت کی کارگزاریان رفاہیت عامہ ورہ وہ تمام نیکیان جنپر خدا کی طرف سے مامور ہوئے تھے انکی زندگی کے ساتھ ختم ہو گئین تاریخ دنیا بھی باوجود اپنی قدامت کے انکے نامونکی فہرست پیش نہین کرسکتی بخلاف ان بعض برگزیدہ اور واجب التعظیم رہنماؤنکے (جنمین ہمارے اس مضمون کے سیرو بھی ہین) اور جنکی علمی و عملی نیکیون و رہدایت کی کارگزاریون کو زمانہ کی ہزارون برس کی انقلاب پسند رفتار بلکہ خود انکی ظاہری موت بھی ختم نہین کرسکی اور نہ قیامت تک کرسکیگی۔ زندگی جاوید اسی کا نام ہے اسی کو دوسرے الفاظ مین روح کیلئے مُکتی اور شانتی کہہ سکتے ہین یہی سبب تھا جسکے سبب خدا نے بنی نوع انسان کی بھلائی کیلئے ایسے سخت اور تاریک زمانہ مین جبکہ سر پر جہالت کا سیاہ بادل چتر شاہی بنا ہوا تھا اور

چارون طرف سے جہان وحشیانہ بجلی مخلوق خدا کی خرمن ہستی کو جلا کر نیست و نابود کرتی تھی اور قوم کا ستارہ حضیض نکبت مین دھندلا چراغ سحری کی طرح ٹمٹما رہا تہا اور بہادر راجپوت کی مردانگی اور شجاعت کا خون ہمالیہ کے برف کیطرح منجمد ہو گیا تہا اور ممالک جرمن اور یونان کے عقلا حکما فلاسفرون کی عقل و دانش پر غفلت کا پردہ پڑگیا تہا ایسے وقت مین بہارت ورش کے سورج بنسی آفتاب نے اپنے نور کو کافور کیطرح بہیر کر اصلی وحدانیت اور راستی کی روشنی سے دنیا کو منور کر دیا راجہ دسرت کے خاندان کے روشن ستارے نے سورج بنسی آفتاب ہونیکا سچا ثبوت دیکر دُھندلی روشنی کو اسقدر بڑہا دیا کہ اسکی تیز اور چونا چوند پیدا کرنیوالی شعاعون نے حاسدون اور متعصبون کی آنکھونکو خیرہ کر دیا وہ مانند رستم بلکہ شیر بیشۂ شجاعت نے اپنی قوت بازو سے تیر بہر کر کے اقبالمندیکا جہنڈا میدان مین گاڑ دیا اسی اورنگ نشین اقبال نے جو صورت و معنی کے دربار کا سرتاج اور دین و دنیا کا مجمع البحرین تھا اور اپنی رعایا کو محبت کی آنکھ سے دیکھتا تہا اور جسکی بہار اقبالی نوروز ثانی تھی اور جو مونس ایام حیات اور شفیع بعد ممات کا مرتبہ رکہتا تہا اور جسکا اقبال اسقدر جوش و خروش مین تہا کہ سلطنت مین بپھرے ہوئے شیر کی طرح اپنے رعب و داب کا سکہ بٹھا رہا تہا اقبال نے بھی ایسی یاوری کی کہ اُسے دربار کیطرف جذب مقناطیس کیطرح زور سے کھینچا اور سلطنت کی عمارت کو اس انتہائے بلندی تک پہنچایا کہ آج کئی ہزار برس کے بعد بھی آریہ ورت کے باشندون کی آنکھین اسوقت کے تماشا دیکھنے کو للچاتی ہین۔

شمیم اقبال مشک کی طرح تمام عالم مین ایسی پھیلی کہ آجتک اسکی خوشبو آریہ ورت کے

شدہ ہوئے نقشون کے دماغ سے بھی علحدہ نہین ہوئی۔

ایسا دورِ بین اور دور اندیشی کی حیثیت لگا یتو الاسم یونہی کہتے کہ پیدا نہین ہو گا مگر شاذ جو
اَلنَّادِرُ کَالْمَعْدُوْمِ کا حکم رکہتا یا یہ کہہ سکتے ہین کہ معدودے چند۔
عنا و جو اسکے سر پر تاج بنیاد تسلیم و رضا کے جس بلند و نازک مقام پر تھے ویسا ہی بلند اور نازک
مقام انکے امتحان کا بھی تہا مگر چونکہ وہ تابع مرضی خدا اور اوستاس مشیت تھے جس استقلال اور
ثابت قدمی کے ساتھ اس بنیادی آزمایش کے امتحان مین ثابت قدم رہے تاریخ آجتک
تو اسکی نظیر مین عاجز رہی ہے اور دوست دشمن سب متفق اللفظ اور متحد المعنی ہوکر یہی کہتے ہین کہ

چنان مادر گیستی و بگیہ نزاد

پس ایسے نادر الوجود تابع تسلیم کی زندگی کا ایک نظر ناظرین کو دکہا کر اسکی داد چاہتا ہون
کہ دنیا مین کون اس امر کا دعوی کرسکتا ہے کہ اچھی حالت سے بری حالت مین پہونچکر یا دین
کہون محض اطاعتِ فرمانبرداری والدین کو ملحوظ رکہکر بادشاہی کے تخت سے اتر کر فقر کو
باعث فخر سمجھے۔

ناظرین سے یہ بات پوشیدہ نہو گی کہ حکومت اور دولت اور ریاست کیلیئے کون ایسا ہوا جسنے
والدین کے حکم کو ترجیح دیکر فقر کا لباس اختیار کرکے بارہ برس بن باس لیا ہو۔ کیا کسی جہانِ
سلطنت کا تاجدار اپنے کو دنیا کے روبرو مہاراجہ رامچندر کے بعد پیش کرنیکی جرأت کرسکتا ہے
جسنے اطاعتِ والدین کو بمنزلہ حکم خدا سمجھکر نیاز و اخلاص کا تاج سر پر رکہکر سعادت کے چہرہ کو
روشن کرکے فرمانبرداری کا تمغہ حاصل کیا ہو۔

سلطنت دولتمند حریصوں کے نزدیک بمنزلہ ایک استخوان کے ہے یا پارہ گوشت ہے جسکے لئے لڑمر کر لکھو کہا نفوس کی قربانی دینے مین کسی قسم کا دریغ نہین کرتے اور نہ باپ بیٹے کی محبت اس حرص و ہوا کی نظرون مین کوئی وقعت رکہتی ہے ایک نظر عبرت اثر تاریخون کے صفحون پر ڈالئے تو معلوم ہو گا کہ سلطان محمود غزنوی اور اسمعیل جیسے حقیقی بہائی مین سلطنت ہی کی بدولت تلوار چل گئی۔

ہمایون اور اسکے بہائی کی مخالفت کا باعث بہی سلطنت تہی جنگ جدال بہی اسی کی آتشبازی برسون ریگستانون کی خاک چہانی اور مدتون آوارہ گردی رہی تلوار کی آنچ سے رزمگاہ مین آگ لگ گئی اور ہزارون نفوس کباب ہو گئے لیکن بہائیون کا خون نہ کہولا دور کیون جاتے ہو اورنگ زیب کی سعادتمندی کہویا اور کسی الفاظ مین یاد کرو اپنے باپ کے ساتہہ جو سلوک کر کے پیشانی اپر ایسا کلنک کا ٹیکہ لگایا جو قیامت تک اسکی جبین اعمال پر نمودار رہیگا۔ ہائے کیا وہ واقعہ اسقدر جلد صفحۂ خاطر سے محو ہو جائیگا جو دارا شکوہ جیسے نیکدل اور درویش صفت عارف بے رحم حقیقی بہائی کا قتل اسی حکومت و دولت کیلئے قربانی سمجہا گیا۔ دنیاداروں کے حرکت سے گذر کر طبقۂ علیا پہ نظر کرین تو حضرت یوسف اور انکے بہائیون کے کارنامون کی شہادت کلام الٰہی سے ہوتی ہے ظاہر ہے بہائیون کی جماعت نے حضرت یوسف کو کنوئین مین جہنکانے دینداری کے سر پر حسد کا سہرا باندہا گیا۔

دریودہن اور اسکے رفیقون نے بڑی حسرت و ارمان کے ساتہہ اپنی جانین گنوائین اور آب خنجر سے اپنی زندگی کی پیاس کو بجہایا لیکن سلطنت اور حکومت کی ہوس تشنہ کام ہی رہی

مذکورہ تمثیلون کے معاینہ کے بعد کیا کوئی یہ دعوی کرسکتا ہے کہ جیسا راجہ رامچندر جیسا شاکر و رضا جو ۔ فرمانبردار ۔ رضینا بقضاء اللہ ۔ وصبرنا علی بلاء اللہ و شکرنا لنعماء اللہ ۔ کی جیتی جاگتی تصویر ویسے کرنیوالا اور کوئی ہو مجھے امید ہے کہ جواب نفی مین ملیگا ۔

اگرچہ اس واقعہ کی عمر قرنون کے ہمردیف ہے اور ایسے زمان مدت سے انقلابات زمن مین چھپا کر خاک ہوگیا اور خاک بھی برباد ہوگئی مگر راجہ رامچندر جی کے ذریت خاک آج تک آفتاب افق عزت و اجلال و صداقت پر درخشان ہین اور قیامت تک چمکینگے ۔ الحمد اللہ ایسا کوئی جوانمرد تاجدار اور عارف کامل بندہ تہا جو عمر کی دشوار گذار منزل کی مصیبتون اور مصیبتون مین مبتلا ہونیکے بعد مستقل اور ثابت قدم رہا اور مبارک و ندہ ہیں کہ شکوہ بالے ہان مین خود اسکا جواب دونگا کہ یہی اسکا دعوی کرسکتا ہے جو مہاراجہ رامچندر کی مثل تابع تسلیم و رضا اور ہر حال مین مشیت خدا کا لطف اٹھانیوالا ہو ۔ صرف یہی نہین بلکہ جو سلطنت کا موجد اور ملکی مصالح کا تجربہ کار اور رزم و بزم کا دہنی ہو جیسے جس سید قدم رکھا نیزہ جنبش مین آگئین اور آنا فانا حریفونکو شکست دیدیا ہو یا ملک گیری مین بلند پروازی شہباز اقبال برتری تہی سر راجہ رامچندر جی اپنی وفادار عفت مآب رنج و راحت کی شریک سیتا بی بی اور اپنے جان نثار بہائی لچھمن جی کے ساتھہ مقدس و مبارک دریاؤن گنگا جی و جمنا جی سے اتر کر ان دور دراز جنگل مین پہونچے ہین جہان انکی زندگی کا زیادہ حصہ بسر ہوکر چودہ برس کے بعد ختم ہوگا اور جہان وہ ناقابل برداشت مصیبتون کا سامنا مقابلہ کرنے پر اسلیئے آمادہ ہین کہ اپنے واجب التعظیم باپ کا عہد پورا کرین ۔

ایسے ایک سنسان جنگل کو اپنے قدموں کی برکت سے آباد کیا جہاں نہ اجودھیا کی ساز و سامان ہے
نہ احباب وطن ہیں نہ کسی قسم کی دلچسپی کا سامان عیش مہیا ہے نہ وہ رعب داب حکومت
ہے نہ دولت ہے نہ وہ سلطنت کے سامان ہیں۔ مگر ایک تابع تسلیم و رضا کے لئے ہر جگہ
سب کچھ حاصل ہے وہ کیا ہمت۔ استقلال صبر۔ رضا اور اسی لئے:۔

یک جا قرار ہمت عالی نمی کند — گردش ضرور ہست سپہر بلند را

اللہ اللہ اگرچہ وہ نہایت بشاش اور خنداں پائے جاتے ہیں اور مشیت پر بھروسا کر کے
اپنے خداداد استقلال و بلند ہمتی کے پابند نظر آتے ہیں مگر جس خیال نے انکو مضمحل کر دیا
تھا وہ اپنی وفادار بی بی سیتا جی کی اداسی اور تکلیف کا خیال تھا جسکے لئے انہوں نے
اپنے مستقلانہ پر اثر کلام سے کام لیکر اس جنگل کے قدرتی سبزہ زار کی تصویر کھینچکر
سامنے کردی اور ثابت کر دیا کہ اس مقام اور اس مرغزار میں جو زندگی گذرے
وہ اجودھیا جی کی زندگی سے بدرجہا اولیٰ اچھی ہے۔ چترکوٹ کے پہاڑ اور دریائے
مندا کنی کو پیش نظر رکھکر اپنے عارفانہ اور مدبرانہ جذبات کو واجب التعظیم سیتا جی
کے سامنے تقریروں اور نصائح کے حقائق کو ٹکراتے تھے۔ اگرچہ سیتا جی کے دل پر
اقتضائے بشریت کے لحاظ سے فکر کی گھٹا چھائی ہوئی تھی لیکن اس عارف کے
رضا و تسلیم کے بھرے ہوئے پر معنی جملے اور صبر و استقلال کے دلچسپ فقرات
ایسے تھے کہ معنی آفریں کی روح شاد ہوتی تھی۔ مہاراجہ رامچندر اپنی مونس جان
کو بدرجۂ خفت مہارانی سے متوجہ فرما کر فرماتے ہیں کہ:۔

کیا تم اپنی طاقت اور شاہانہ حکومت کے چھن جانے سے اُداس ہو؟ کیا تم دوست احباب وطن کے فراق میں افسردہ ہو؟ ہماری سیتا نہایت استقلال کے ساتھ خوشی اور ادب وحیا کے تقاضے سے پھول سے رخساروں پر پسینہ آگیا۔

شری رام دلجوئی کے لہجے میں فرماتے ہیں کہ:۔

تمہیں تمکو ان معمولی تغیرات کا خیال کرنا نہ چاہیے اسلئے کہ فلک ہمیشہ سے حوادث کا ترکش اور کمان کہکشاں لگائے کھڑا ہے اس باغ جہان کا یہ دستور ہے کہ بہار کے ختم ہوتے ہی خزاں کا زمانہ مگر موسم آتا ہے تو گل اپنا جام اور غنچے اپنی صراحی لیکر سبزہ کی طرح بیگانہ ہو جاتے ہیں اور ہر وقت تازہ شگوفہ پیدا ہوتا ہے ایسے قسمت کے بدل جانے پر تمکو مایوس ہونا نہ چاہیئے اسلئے کہ جو فاعل حقیقی ہے وہ کبھی بھولنے والا نہیں۔ ہماری زندگی کا نیا دور دیکھو کیسی کیسی سینریاں دکھا رہا ہے کیا کیا دلچسپ مناظر پیش کر رہا ہے اس مہاتم پہاڑ کو دیکھتی ہو جسمیں خدا کی آزاد مخلوق خوشنوا طائروں کے دل لبھانے والے راگ گونج رہے ہیں اسکی بلند چوٹیاں جنمیں ہزاروں قسم کے رنگ جھلک رہے ہیں آسمان کی بلندی پر چشمکزن ہیں یہاں ایک چاندی کا ایسا نورانی خط چمک رہا ہے۔ وہاں زمرد کی ایسی ایک ہری ہری چوٹی ابھری نظر آرہی ہے اسکے بعد دیکھو وہ جیسے پہاڑ کی کمر میں ایک سنہرا سا پٹکا بندھا چلا گیا ہے وہ دیکھو اسمیں لال لال جواہر نے کیا لطف پیدا کر دیا ہے۔ چوٹیاں جو جو بلند ہوتی جاتی ہیں وہ وہ آفتاب کی روشنی پھولوں کے نگ اور بلور کی جگمگاہٹ سب دھندلے پڑ کے اور آپس میں مل کے کیا کیفیت دکھا رہے ہیں پیاری تم دیکھتی ہو وہ درخت جو پہاڑ کے پہلوؤں کو اپنا زمردیں لباس پہنائے ہوئے ہیں

www.taemeernews.com

اپنے نوسمر پیارے کے حسن کے غرور میں کسقدر ڈوبے ہوئے ہیں اور ہرے ہرے پتوں کی دولت سے کس قدر آراستہ ہو رہے ہیں اور پھر ان میں پھول بھی ہیں پھل بھی ہیں وہ دیکھو نامعہ صبا کچھ ایسا افسون پھونک گیا کہ نا ریسے ہنسی کے فرش سبزہ پر لوٹ رہا ہے پتیاں بھی مسکرا کر اپنے عاشق بلبل شیدا کا دل لُبھاتا ہے۔

اس باغیچے کے ٹیلے پر بھی ننھے درخت نیا بھیس جو انا پہن رہے ہیں کہ عروسانِ گلشن سے مل رہا کر چمن تماشائیوں سے لوری ہنسی پیار کیا دنیا مصروف ہیں شاخیں جو خوابیدہ تھیں انکو ہوا نے بیدار کر دیا ہے وہ دیکھو انگڑائیاں لے رہی ہیں اہل شاخ پر زبان حال سے یہ ابن نغمہ سرا ہے:-

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند
چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند

وہ کھلا ہوا سبزہ زار جو جنگل کی دیویوں اور دیوتاؤں کو اپنی طرف کھینچے لیتے ہیں اور دیکھو جہاں پرندہ مرغزار ہے وہاں ہوا کی دیویاں اُترتی ہیں۔

آبِ رواں کی بہار قابلِ دید ہے۔ اغاہ یہ عمرِ گذران کی خبر دے رہا ہے چونکہ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے اسلئے شبنم کے آنسو جاری ہیں اور بے ثباتی پر اس جہان کی چشم گریاں اور دل بریاں ہے مگر شبنیاں بالکل آزاد اور وہم و وسواس سے پاک اسلئے اسیں مل رہی ہیں جیسے کوئی جوبن کی متوالی اٹکھیلیاں کرتی چلی جاتی ہے پپیہے الگ پکار کر کہتے جاتے ہیں کہ جیسی گذرے ویسی گذار کیسی جیت اور کہانکی ہار۔

www.taemeernews.com

پیاری سیتا مجھے چترکوٹ میں ایسی ایسی دلچسپیاں نظر آتی ہیں۔ تمہارے اور لکشمن کے ساتھ یہاں سالہا سال رہنا مجھے نہایت پسند ہے۔

اسکے بعد رامچندرجی دریائے مندا کنی کی طرف متوجہ ہوئے اور اسکی کیفیتوں کی اپنے پُراثر اور معرفت میں ڈوبے ہوئے کلام سے تصویر کھینچ دی ہے۔

پیاری سیتا! اس پاکیزہ اور شفاف دریا کو دیکھ رہی ہو جو بہتا چلا جاتا ہے اور بگلوں اور راج ہنسوں کا مسکن ہے۔ ترو تازہ اور سرسبز اور جواہرات کی طرح اسکے سینے پر چڑھے ہوئے ہیں پھول اسکے دونوں کناروں کو آراستہ کئے ہوئے ہیں ہر قسم کے خوش ذائقہ پھل والے درخت اور بہت ہی پیارے پیارے پھول اسکے کناروں پر ہیں۔ یہ دریا اس آبدار اور صاف و شفاف چشمے کی طرح پاک اور صاف ہے جسمیں بادشاہوں کے بادشاہ کو ویرا (جو ہندو دیومالا میں دولت کے دیوتا مانے گئے ہیں اور جنکی تفریح گاہ کی خوشنمائی و زیبائی ضرب المثل ہے) آکے اشنان کرتے ہیں۔

پیاری سیتا! میری زندگی اجودھیا میں ایسی خوشگوار نہیں معلوم ہوتی تھی جیسی اسوقت اس سندر دریا۔ اس عالم پہاڑ اور تمہارے پیارے چہرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے۔

پیاری اس آہستہ بہنے والے دریا میں نہاؤ اور موج کرو۔ بیخوف و بے ہراس محبت کے ساتھ اسکے پاس جاؤ۔ دریا دلی کو کام میں لاؤ۔ اسے تم اجودھیا کا شہر سمجھو اور اس خوبصورت دریا کو اپنا سرجو دریا خیال کرو ہمت کے گھاٹ سے کشتی کو لگا دو۔

www.taemeernews.com

ہم تمثیون مین بات رہجائیگی اس دنیا کے اُتار چڑہاؤ کا کوئی خیال نکرو رکاغذ کی ناؤ ہے
تب تک چلے گی آخر ایک روز دریا برد ہوجائیگی اور اس وجود کی کشتی سنتوش اور
مکتی کے گہاٹ کو لگجائیگی یہی وقت امتحان کا ہے۔
مین خوشی کے مارے اپنے آپ سے باہر ہوا جاتا ہون بہت کم کسی کی ایسی قسمت
ہوگی جیسی میری ہے"۔
ناظرین کن موثر الفاظ مین مہاراج رامچندر جی نے اپنی وفادار بی بی کو معرفت کا
سبق دیا تابع تسلیم و رضا کیلئے شہر ہو یا جنگل پہاڑ ہو یا دریا۔ شاہی ہو یا فقیری۔
ہر مقام یکسان ہے۔ اسکی معرفت مین ڈوبی ہوئی نظر معمولی سی معمولی چیز دن مین
بھی اسی اثر کو محسوس کرتی ہے جو خدا کی قدرت کا کرشمہ ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

فاعتبروا یا اولی الابصار

اللہ بس باقی ہوس

شاد عفی عنہ

دسہرا

از

ہز اکسلنسی راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنة
جی۔سی۔آئی۔ای۔ پیشکار و سابق مدار المہام سرکار عالی المتخلص بہ شاد

در

مطبع محبوب پریس علاقہ پیشکاری سے شائع ہوا